ہماری پہلی ضرورت اور پہلا مطالبہ اسلام کا نفاذ ہے

۱۹۸۵ء میں قومی اسمبلی میں مولانا عبدالحقؒ کا پہلا خطاب
بجٹ سیشن ۲ جون ۱۹۸۵ء گیارہ بجکر تیس منٹ

بسم اللہ الرحمن الرحیم
نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

جناب سپیکر اور معزز ایوان کے ارکان میں بڑھاپے کی وجہ سے اور کمزوری کی وجہ سے سپیکر صاحب کی اجازت سے بیٹھ کر چند باتیں عرض کروں گا۔ سب سے پہلی چیز جو میرے ذہن میں آئی ہے۔ ہمارے محترم رکن نے جو تقریر فرمائی ہے اور اس میں اس نے کہا کہ ہمیں اسلامی معاشرے کی ضرورت ہے

میرے محترم بزرگو! آج ہم یہاں پر جو جمع ہوئے ہیں یہ اللہ کا احسان ہے کہ آٹھ برس کے بعد پھر سر جوڑ کے سوچنے کے لیے ہمیں اس ایوان میں بٹھلا رکھا ہے۔ ہمیں سب سے پہلے اس پر غور کرنا چاہیئے کہ قوم ہم سے کیا چاہتی ہے۔ اور اس ایوان تک پہنچانے میں کس منشور کا دخل تھا کہ ہم یہاں پر پہنچے۔ ہماری قوم اسلامی عدل، اسلامی انصاف اور اسلامی قوانین چاہتی ہے مجھے خود معلوم ہے، میرے حلقہ تو شہرہ کے لوگ بہت غریب ہیں بہت محتاج ہیں۔ ان کے سامنے جب یہ کہا گیا کہ تم عبدالحق کی تائید کیوں کر رہے ہو اس کے پاس نہ تو دولت ہے نہ مال ہے اور نہ کوئی قوت ہے۔ اس کی تائید کیوں کرو گے۔ تقریباً ساٹھ ہزار ووٹروں نے یک آواز ہو کر یہ کہا کہ ہمیں نہ دولت چاہیئے اور نہ کوئی اور چیز چاہیئے۔ ہمیں اللہ نے موقع دیا ہے اسلام کے نفاذ کا۔ ہم اسلام چاہتے ہیں۔ اسلام کے لیے ہم سب کچھ برداشت کرنے کے لیے تیار ہیں۔ ایک جملہ میرے کانوں کا سنا ہوا تقسیم سے پہلے کا ہے۔ قائد اعظم جب پاکستان مانگ رہے تھے تو اس وقت قائد اعظم سے سوال کیا گیا کہ یہ سات کروڑ جو ہند کے ہاتھ میں رہ جائیں گے ان کا کیا ہو گا۔ تو انہوں نے فرمایا کہ ان سات کروڑ مسلمانوں کو میں نے اسلام کے لیے قربان کر دیا۔ اسلام آجائے۔

میں یہ عرض کرتا ہوں کہ ہمارا مقصد اسلام کے وہ قوانین اور اسلام کا وہ عدل و انصاف ہے جس کا نمونہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور پھر ان کے بعد خلفائے راشدین نے بتایا۔ وہ مثالیں عرض کرتا ہوں ایک تو یہ کہ رسول اللہ تشریف فرما ہیں۔ آپ کے نواسے حضرت امام حسینؓ آپ کے زانو پر بیٹھے ہیں۔ اس وقت جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسامہؓ کو جو حضرت زیدؓ کے بیٹے ہیں دوسرے زانو پر بٹھایا اور دونوں کے سروں کو قریب کر کے یہ دعا فرمائی۔ اللھم انی احبھما فاحب من یحبھما

"اے اللہ مجھے ان دونوں کے ساتھ محبت ہے۔" دیکھئے ایک سید المرسلین شفیع المذنبین سید الکائنات فخر موجودات کے نواسے حضرت حسینؓ ہیں جب کہ دوسرا غلام زادہ ہے یعنی حضورؐ کے آزاد کردہ غلام حضرت زیدؓ کا بیٹا اسامہ۔ ایک شہزادہ ہے اور دوسرا غلام زادہ ہے۔ دونوں کو جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بغل میں لے کر مذکورہ دعا فرمائی۔ یہ عدل و انصاف ہے۔

حضرت عمرؓ خلیفۃ المسلمین ہیں۔ ایک مرتبہ آپ کھانا کھا رہے تھے۔ ان کی عادت تھی کہ سالن اور روٹی دونوں کو ملاتے نہیں تھے۔ ایک طعام کھاتے تھے۔ وہ کھانا کھا رہے ہیں اس وقت ایک گورنر وہاں موجود تھا۔ وہ آیا اور اس نے انہیں سلام کیا۔ اس کے بعد امیر المومنین نے اسے کہا کہ آؤ میرے ساتھ کھانے میں شریک ہو جاؤ۔ وہ رعب و ہیبت کی وجہ سے انکار نہیں کر سکتا تھا۔ اس نے نوالہ منہ میں لے کر چبانا شروع کیا اس سے وہ نوالہ نگلا نہیں جا رہا تھا۔ حضرت عمرؓ سمجھ گئے اور اس سے پوچھا کہ نوالہ کیوں نہیں نگل رہے اس نے عرض کیا! حضرت یہ جَو کا آٹا ہے اور چھنا ہوا بھی نہیں۔ آپ تو ملک کے بادشاہ ہیں آپکو چھنا ہوا آٹا آسانی سے ملتا ہے آپ اسے کیوں نہیں کھاتے۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ یہ بتاؤ میری کروڑوں رعایا تمام کی تمام چھنا ہوا آٹا یا میدہ کھاتی ہے؟ گورنر نے کہا یہ تو معلوم نہیں۔ میں یہ نہیں کہہ سکتا کہ سب کو یکساں روٹی ملتی ہو گی۔ تو انہوں نے فرمایا جب تک میری رعایا میں ایک بھی شخص بلا چھنا ہوا آٹا کھائے گا اس وقت تک میں چھنا ہوا آٹا نہیں کھاؤں گا۔ میدہ نہیں کھاؤں گا۔ پراٹھا نہیں کھاؤں گا۔

قوم نے قربانی دے کر پاکستان کے قیام کے لیے جو کوششیں کی ہیں ان کا مقصد یہ ہے کہ اس ملک میں اسلام کا قانون رائج ہو۔ اس ملک میں دین کی تعلیمات رائج ہوں۔ اس ملک میں محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نظام رائج ہو۔ یہ جو ریفرنڈم کرایا گیا ہے یہ بھی اسی مقصد کے لیے تھا۔ اور اسی بنا پر ہم اسمبلی میں جمع ہوئے ہیں اسلام کا نام لے کر اسلام کا منشور لے کر ہم یہاں آئے ہیں۔ ہمیں سب سے پہلے یہ مطالبہ کرنا چاہیئے کہ مظالم نہ ہوں بے انصافی نہ ہو۔ اس کے علاوہ اسلام میں ربوٰ اور جوا، سود حرام ہیں۔ منع ہیں۔ مگر اس بجٹ میں یہ چیز بھی آگئی کہ جہاں پر کوئی چیز

چوری یا رشوت کی ہو وہ بانڈوں کے ذریعے تقسیم کی جائے اور پھر اس کے لیے آخر میں اجازت مل جاتی ہے۔ تو میں آپ سے یہ عرض کرتا ہوں کہ اسلام نے قمار (جوئے) کی اجازت کسی وقت بھی نہیں دی۔ اس لیے بانڈوں کے ذریعے چوری اور رشوت حلال نہیں قرار دی جا سکتی۔

جناب سپیکر:۔ مختصراً جناب وقت بہت کم ہے۔

مولانا عبدالحق:۔ دوسری بات میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ یہ کالے صحن جو ہیں ان سے اپنے آپ کو بچائیں اور سب سے پہلے میں اپنے بزرگوں کے سامنے گزارش کروں گا کہ سب سے پہلے ہمارا مطالبہ یہ ہے کہ اسلام اس ملک میں نافذ ہو۔ ہم سب کچھ چھوڑ سکتے ہیں۔ بھوکے مر سکتے ہیں۔ نہ ہمیں مکان کی ضرورت ہے نہ کپڑے کی ضرورت ہے۔ ہمیں اسلام کی ضرورت ہے قوم ۱۹۷۷ء میں مجبور ہو کر سڑکوں پر آئی۔ پھر اس کے بعد ان کو تسلی دی گئی کہ اب اسلام نافذ ہو گا۔ یہاں کچھ قوانین شفعہ کے بارے میں، دیت اور قصاص کے بارے میں اور سود کے بارے میں بات ہوئی اور انہوں نے سفارش کی لیکن اس پر عمل درآمد نہیں ہوا۔

جناب سپیکر۔ شکریہ جناب

ایک شرعی مسئلہ پر خواتین کے بے جا بائیکاٹ کے موقعہ پر فرمایا
۱۲ جون ۱۹۸۵ء گیارہ بجکر چالیس منٹ

مولانا عبدالحق۔ جنابِ عالی گزارش یہ ہے۔ کہ یہ ایوان اسلامی قوانین کا ہے۔ ہمیں چاہیئے کہ جو کچھ بھی ہم یہاں پر قوانین کے متعلق کہتے ہیں تو قوانین خدا اور خدا کے رسولؐ نے بنائے ہیں۔ ہمیں ان کے نفاذ کا سوچنا ہے تو یہ بڑے افسوس کی بات ہے کہ جو قانون خدا اور خدا کے رسولؐ نے بیان فرمائے آج ہم نے ان کو چھوڑ دیا۔ اور ان پر ہم ناراض ہو جاتے ہیں۔ خدا کے قانون، رسولؐ کی حدیث پر عمل کرنا یہ ہر مسلمان کا فرض ہے۔ ما کان لمؤمن ولا مومنة اذا قضی اللہ ورسولہ امرًا ان یکون لھم الخیرة۔

ایک مسلمان اور مومن کی یہ شان نہیں ہے کہ ان کو خدا کا جو حکم سنایا جائے اس سے انکار کرے تو گزارش یہ ہے کہ یہاں پر پہلے جو کچھ معارف بتائے گئے ہیں نئے بجٹ پر تنقید کی گئی اسلامی نقطۂ نگاہ سے اور معاشی نقطۂ نگاہ سے اس امر کا جائزہ لیا گیا کہ بجٹ میں آمدن کے ذرائع غلط ہیں اور اخراجات کے طریقے ناموزوں ہیں۔ اس پر ہمارے بعض دوست ناراض ہو جاتے ہیں کہ یہ ہمارے عیوب کو کیوں ظاہر کرتا ہے حالانکہ ہمیں کوئی اجازت نہیں ہے حتیٰ کہ اللہ کے قانون میں پیغمبر کو بھی ترمیم کا حق حاصل نہیں ہے ما کان لی ان ابدلہ من تلقاء نفسی ان اتبع الا ما یوحیٰ الی۔ (الآیۃ)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ میرا کوئی اختیار نہیں ہے کہ میں خدا کے قانون میں ذرا بھی تبدیلی کروں یہ میرا کام نہیں ہے۔ یہ اللہ کا قانون ہے تو ہم یہاں پر اسلامی قانون کے لیے آئے ہیں قوم سے ہم نے ووٹ لیا ہے۔ اسلامی قانون کی بجائے اب یہاں پر ہم اپنے نظریات اور اپنی باتوں کو پیش کرتے ہیں اگر کوئی حق بات کہتا ہے تو ہمارے بعض ممبر ناراض ہو جاتے ہیں۔ حق بات یہ ہے کہ جس منشور کے تحت ہم یہاں آئے ہیں اسی کے مطابق ہمیں کام کرنا چاہیئے۔

بقیہ صفحہ ۵۶۴ سے
عورت کی سربراہی کا مسئلہ

چالیس سال کی عمر میں انبیائے کرام کو نبوت مل سکتی ہے۔ تو خلیفۂ اسلامی کے لیے جو نائبِ رسول ہوتا ہے۔ یہی عمر کافی ہے۔ اور اس (صدر) کا مرد ہونا اس لیے لازمی ہے۔ کہ اس کے ذمے آئین کی نگرانی ہے۔ دوسری اقوام سے معاہدات و صلح، اسلامی امور کی نگرانی، کافروں سے مقابلہ اور افواج کی تنظیم جیسی گرانبار ذمہ داریاں ہوتی ہیں۔ اس لیے صدر شجاعت و مردانگی کا مظہر ہونا چاہیئے۔ حضورؐ نے فرمایا، کہ ایسی قوم کبھی کامیاب نہیں ہو سکتی جس کی امیر عورت ہو۔[۱]

مذکورہ بالا تصریحات کے باوجود بعض کج فہم لوگوں کا ۱۹۷۳ء کے آئین میں عورت کی سربراہی کے مسئلہ میں علماء حق کو ساکت اور مجرم علماء حق بالخصوص شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالحق رح کی ذات کے لیے تو مضر نہیں ہو سکتا۔ البتہ یہ بات کہنے والے کے لیے کم از کم باعث ننگ و عار ہونی چاہیئے۔ کیونکہ مذکورہ تفصیل میں ہم نے فقط اس رائے کی وضاحت کی ہے۔ جو موضوع کے بارے میں آپ نے اسمبلی کے اندر ظاہر کر دی تھی۔ نجی مجالس میں اس لعنت کے سلسلے میں جو کچھ ہم نے آپ سے سنا وہ اس سے کہیں زیادہ سخت ہے۔ آپ نے اس سلسلے میں کبھی کسی سیاسی مصلحت کو بھی درخور اعتنا نہیں سمجھا۔ اس سے بخوبی اس بات کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔ کہ حضرت کس حد تک عورت کی سربراہی کے قائل تھے؟ اور آپ پر اس افتراء کی حقیقت کیا ہے۔؟

بعض زن مریدوں کی افترا پردازی اور دیدہ دلیری تو انتہا کو پہنچ گئی۔ حتیٰ کہ خود نبی کریمؐ و صحابہ کرامؓ پر اقتدارِ زن کی حمایت کا الزام لگا دیتے ہیں۔ اور نہایت ڈھٹائی سے اس کا پرچار بھی کرتے ہیں۔ حالانکہ خیر القرون سے لے کر اب تک قافلۂ حق کے کسی بھی رہرو نے اقتدارِ زن کو قابلِ قبول نہ سمجھا۔ بلکہ اسے باعث ادبار و ہلاکت بتایا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمارے خود غرض سیاسی رہنماؤں کو نورِ بصیرت سے نوازے۔ آمین۔

[۱] قومی اسمبلی میں اسلام کا معرکہ ص ۱۶۲۔